مطبوعات

کتاب العلم | از جناب عبدالعزیز خالد - ناشر: خالد اکیڈیمی، ۱۰۳ نوازش علی روڈ، لاہور - کاغذ طباعت بہت خوب، جلد مضبوط اور زینت افزا۔
صفحات: ۸۰۰ - قیمت: -/۵۰۰ روپے۔

ایک کتاب العلم کیا، عبدالعزیز صاحب کے یہاں تو علم وہنر کا چڑھاؤ میں آیا ہوا دریائے سندھ ہے - کچھ دیر ہم اس کے کنارے کنارے دوڑے مگر نہ اور چھور معلوم ہوسکا، نہ منبع تک رسائی، نہ دہانہ تک پہنچ۔ نہ محشر آرا حرکت و روانی میں اتنی مہلتِ سکوں میسّر کہ ایک ساغر ہی بھرا جاسکے۔ اپنی اپنی قسمت! یہاں بہت سے دریا ہیں اور دریاؤں کے کنارے بے شمار تہی ساغر اور تشنہ لب بسمل۔ بات ایک فرات کے ماتم پر ہی ختم نہیں ہوجاتی۔

خیر بہت سی کتابیں لکھنے کے بعد جن کی گنتی یاد رکھنا بڑی قابلیت کی بات ہے، اب انہوں نے "کتاب العلم" لکھی ہے۔ ہم جیسے اَن پڑھ تو چونک اُٹھے۔

علم کے متعلق جو کچھ قرآن میں آیا ہے اور جو کچھ پہلے کے صُحُف میں ہے۔ پھر علم کے متعلق احادیث اور علماء اور شعراء کے اقوال کا ایک وسیع دائرہ ہے، اِن تمام اطراف سے روشنی لے کر جناب خالد نے علم کے بارے میں بہت سے نکاتِ حکمت جمع کردیے ہیں۔ کہنا چاہیے کہ یہ چھوٹی سی انسائیکلوپیڈیا ہے علم کے بارے میں۔

اب مسئلہ آتا ہے عربی آیات و احادیث کا، سو یوں تو کمال ہے کہ ہر جملے اور فقرے کا ترجمہ مصرعِ موزوں میں ہو، یا پورے شعر یا نہ اکثر اشعار میں۔ لیکن اصل مشکل

یہ ہے کہ قرآن میں خصوصاً اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقینات میں عموماً بیان کا ایک ایسا دل گداز انداز پایا جاتا ہے، ان میں ایک خاص بہاؤ ہوتا ہے جو یوں بھی ترجموں میں منتقل ہونا مشکل ہے، کجا کہ آپ مصرعوں اور شعروں میں ترجمہ لکھیں۔ وہ کلام تو فنونِ شعر کی معنویت سے آزاد ہے، اُسے آپ اپنے کسی موضوع کی رُوح بنا سکتے ہیں۔ اس کی طرف کنایہ یا تلمیح سے قاری کا ذہنی ربط قائم کر کے شعر کے فنی لطائف کو پُرزور بنا سکتے ہیں۔ مگر ترجمہ میں جب ایک مفہوم ہی کی نہیں، الفاظ کی بھی پابندی ہوتی ہے، آپ صرف کلام کو موزوں بنا سکتے ہیں۔ مگر صرف وزن و بحر کے زور سے شعری جمال بھی پیدا نہیں ہوتا۔ قرآن و حدیث (اور شاید دوسری زبانوں) کے کسی علمی بیان کا اوّل تو لفظوں کی پابندی کے ساتھ شعری پیرائے میں لانا اور پھر اس میں تشبیہات، نزاکتِ تخیل اور جذباتی زور کو پیدا نہ کر سکنا ہم کو اس نتیجے تک پہنچاتا ہے کہ ایسی عبارت کے ترجمے نثر میں کیے جائیں تو وہ ترجمہ کے...... الفاظ کی حسنِ ترتیب اور حسنِ انتخاب کی وجہ سے زیادہ پُرزور بن جاتی ہے۔

کتاب العلم میں نہ تو قرآن و حدیث، قدیم نوشتوں اور شعراء کے کلام کے مفہوم کو بطرزِ احسن سمجھا جا سکتا ہے۔ اور نہ ان کے متن کے سے حُسن سے بہرہ ملتا ہے، اور نہ ترجمہ کی نثر موزوں کے مصرعوں کی شکل میں الگ الگ ٹکڑے لطف دیتے ہیں۔

فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ـــــ متبادل ترجمے ملاحظہ ہوں:

ـــــ نادانوں میں سے کہیں نہ پِس ہو جانا ـــــ (یہ پِس ہو جانا بھی خوب ہے کوئی ہسپتالوں والی پِس نہ سمجھ لے)۔

ـــــ پِس ہونا نادانوں میں بہت ـــــ (وزن کی خاطر کیسی بھدی ترتیب ہے کلام کی)۔

ـــــ ہو نہ گنہ شریکِ نادانان ـــــ (بہتر ہے)

ـــــ ہو نہ زنہار جاہلوں میں سے ـــــ (بہتر ہے)

آیت ۱۳ : اَمْ اَنَا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُہَا مِنْ اَطْرَافِہَا

— انہوں نے یہ دیکھا نہیں ہے برابر گھٹاتے چلے آ رہے ہیں
زمین کو ہم اس کے کناروں سے اچاروں طرف سے ؛

اسی ضمن میں ایک قول بیان ہوا - قِیْلَ ھُوَ مَوْتُ الْعُلَمَاءِ

—— کہا بعض اصحابِ تفسیر نے : موت ہے عالموں کی زمین کے گھٹاؤ کا مطلب۔

دوسری فصل (صحائفِ پیشین) کے تحت ص ۴۴

—— ہونٹ سیانوں کے علم بولتے ہیں (کیا لطف اس کلام میں !)

ص ۴۷ :-

—— احمقوں کا دل ہے ان کے منہ میں (بے کیف عبارت)
داناؤں کے دل میں ہے ان کا منہ (بے کیف عبارت)

ص ۴۹ :-

—— جو احمق کو تعلیم دیتا ہے مٹی کے وہ ٹوٹے برتن جوڑے

ص ۵۰ - نمبر ۱۲۵ :-

—— دے نہ جاہل کو جواب اس کی حماقت کے مطابق
کہ نہ ہو جائے کہیں تو بھی اس کی مانند

ص ۵۰ - نمبر ۱۲۶ :-

—— دے تو جاہل کو جواب اس کی حماقت کے مطابق
کہ سمجھ بیٹھے نہ اپنے کو کہیں دانش ور

ص ۲۸۷ - نمبر ۶۷۰ :-

مَنْ اَشَرُّ النَّاسِ ؟ عَالِمٌ لَا یَنْتَفِعُ بِہٖ

—— ہے کون بدترین مردماں ؟
وہ عالم اپنے علم سے جو ہو نہ منتفع

اِن مثالوں کا مطلب یہ نہیں کہ کام میں قدر و قیمت نہیں - بلکہ بعض اچھی اچھی

ادبی عبارات کے مؤثر ترجمے بھی ہیں۔

مگر قرآن وحدیث کے ترجمے کے سلسلے میں مجھے خاص توجہ اس لیے کرنی پڑی کہ میں خالد صاحب کے نظریے کو جانتا ہوں کہ وہ ترجمہ میں عبارت کے اصل تاثر کو منتقل کرنے کے قائل نہیں ہیں، وہ عربی کی عبارت کے ان خلاؤں کو بھرنے کا اذن بھی کسی کو نہیں دیتے، جنہیں عربی بولنے والوں کے ذہن از خود بھر لینے کے عادی ہوتے ہیں، وہ جلالت، غصے، تنقید، عتاب، ملامت، منظر کشی وغیرہ کے خاص تقاضوں کا لحاظ کرنے کو گمراہی سمجھتے ہیں اور بس لفظ کی جگہ لفظ لٹکانے پر بضد رہے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے منظوم ترجمے کا کام قرآن وحدیث کے دائروں میں شروع کر دیا تو پھر الفاظ کے انتخاب میں وزن کا لحاظ کرنا پڑا، جیسے تفسیر بے نقط میں متبادل الفاظ ایسے ڈھونڈنے پڑے جو بلا نقط ہوں۔ گویا ایسی ہر پابندی قرآن کے لفظی متن کے ترجمے میں تو خلل انداز ہوگی۔ مثلاً فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ کی ترجمہ کاری میں ہم نے نمونہ پیش کر دیا ہے۔

اصل میں بے جا مبالغہ آرائیوں یا ردِ عمل کے اثر میں جو کلیے آدمی خود بنا کر دوسروں پر حکم لگانے لگتا ہے، وہ علم وفن کی راہ میں بڑھتے ہوئے ٹوٹ جاتے ہیں۔

یہ گفتگو تو بے تکلفی کی وجہ سے ہے، ورنہ ہم کیسے نہ تسلیم کریں کہ آٹھ سو صفحات کی کتاب انہوں نے بڑی محنت وکاوش سے تیار کی ہے، اور اس کا مطالعہ دینی، ادبی اور شعری مطالعہ رکھنے والوں کے لیے مفید اور باعثِ دلچسپی ہوگا۔

SOCIO-ECONOMIC SYSTEM OF ISLAM	از جناب ڈاکٹر ملک غلام مرتضٰے صاحب۔ ناشر: ملک سنز، پبلشرز اینڈ بک سیلرز،

۱۷۔ ڈی مکہ کالونی، گلبرگ ۳، لاہور۔ صفحات: ۳۴۴۔ قیمت: ۱۵۰ روپے

یہ کتاب ڈاکٹر ملک غلام مرتضٰے صاحب کے اُن اُنیس انگریزی تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے، جو وقتاً فوقتاً ملکی اور غیر ملکی کانفرنسوں میں پڑھے گئے۔ یہ مقالات

انسانی زندگی کے اہم مسائل اور عصری موضوعات پر مشتمل ہیں۔ مثلاً اسلام اور فلاحی ریاست، اسلام کا معاشی معجزہ، معجزۂ قرآن، صبغۃ اللہ، توبہ کی حقیقت، نفسیات، شاہ ولی اللہ کی مابعد الطبیعیات، عہدِ نبوی میں کتابتِ حدیث، غلامی کا مسئلہ وغیرہ۔

اِن مقالات میں اعلیٰ محققانہ اور عالمانہ اندازِ استدلال اختیار کیا گیا ہے۔ اسلوبِ بیان میں قدیم وجدید رنگ کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ اسلام کے خلاف مستشرقین کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جدید ذہن کو اپیل کرنے والا دعوتی اور متکلمانہ انداز اپنایا گیا ہے اور یہ ایک مفید اور قابل مطالعہ کتاب ہے۔ (رفیق چوہدری)

A BRIEF POLITICAL HISTORY OF AFGHANISTAN.	از جناب عبدالغنی (مرحوم) مرتبہ: عبدالجلیل نجفی۔

ناشر: نجف پبلشرز، فضلِ ربی منزل۔ سوڈی وال سٹاپ، ملتان روڈ، لاہور۔
صفحات: ۹۵۶۔ مجلد قیمت: ۲۴۰/- روپے

جناب عبدالغنی صاحب (مرحوم) کی یہ کتاب ۱۹۳۶ء میں لکھی گئی تھی لیکن مرحوم کی زندگی میں بعض وجوہ کی بنا پر شائع نہ ہو سکی۔ اب پہلی مرتبہ ۱۹۸۹ء میں اشاعت پذیر ہوئی ہے۔

عبدالغنی (مرحوم) کوجرہ گجرات میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے برطانیہ میں اعلیٰ تعلیم پائی تھی۔ امیر عبدالرحمٰن والیٔ افغانستان کی دعوت پر ۱۸۹۱ء میں افغانستان بلا لیا گیا تھا۔ جہاں حکومت ہی کی خواہش پر انہوں نے تعلیمی اصلاحات کیں۔ جدید تعلیمی ادارے اور اسکول کھولے۔ مگر بعض میں کچھ غلط فہمیوں کی بنا پر ۱۹۰۹ء میں انہیں جیل بھیج دیا گیا۔ پھر امان اللہ خان کے دورِ حکومت میں انہیں ۱۹۱۶ء کو رہا کیا گیا۔ اور پھر ۱۹۲۱ء میں افغانستان کی قانون ساز اسمبلی کا ممبر بنا دیا گیا۔

زیرِ نظر کتاب افغانستان کے قدیم وجدید حالات واقعات اور اس کی سیاسی تاریخ کے موضوع پر ہے۔ اور افغانستان کے قدیم زمانے سے لے کر محمد ظاہر شاہ کے ابتدائی دور کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں ٹھوس تاریخی واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف نے خود افغانستان میں رہ کر اس کتاب کو فارسی اور انگریزی کے مستند اور معتبر حوالوں اور اصل ماخذ کی مدد سے تالیف کیا ہے۔ بعض حالات و واقعات کی تفصیلات کے لیے تاریخی دستاویزات کی عبارات بھی درج کی گئی ہیں۔

ہماری رائے میں قدیم وجدید افغانستان کی سیاسی تاریخ پر یہ ایک اہم اور مستند تاریخی کتاب ہے اور تاریخ و سیاست سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے ایک نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔

خوب صورت جلد، بہت اچھی گٹ اپ البتہ قیمت خاصی زیادہ ہے۔

(رفیق چوہاری)

تصحیح (شمارہ اکتوبر ۹۰ء)

ص ۳ (اشارات) "خان لیاقت علی خان" کے بجائے "محمد علی بوگرا"

ص ۱۰	سطر ۱۷	"کو" کے بجائے "کی"
" ۱۲	سطر آخری	"ڈنگ" کے بجائے "ڈنک"
" ۲۳	سطر ۸	"اِنَّمَا" کے بجائے "انما"
" ۲۴	سطر ۱۴	"السلام" کے بجائے "الاسلام"
" ۳۱	سطر ۷	"لیسھوا" کے بجائے "لا یسھو"
" ۴۶	سطر ۱۸	"یاذوالجلال" کے بجائے "یاذاالجلال"
" ۵۴	سطر آخری	صحیح: "نئے امیر جناب سراج الحسن ہیں"۔